

سیرت محمدی ﷺ کے بچپن کی جھلکیاں: پروفیسر عبدالقیوم کی کتاب 'دائرہ معارف سیرت محمد رسول اللہ ﷺ' کا تجزیاتی مطالعہ

GLIMPSSES OF THE CHILDHOOD OF THE PROPHET MUHAMMAD ﷺ: AN ANALYTICAL STUDY OF PROFESSOR ABDUL QAYYUM'S BOOK DAIRA-E-MAARIF SEERAT-E-MUHAMMAD RASOOL ALLAH

Dr. Muhammad Mumtaz Ul Hasan

Professor, Department of Islamic Studies & Shariah

The Minhaj University Lahore, Pakistan

drumtaz365@gmail.com

Dr. Muhammad Pervaiz

Assistant Professor

Dept. of Islamic Studies & Shariah Minhaj University Lahore:

pervaizbilal365@gmail.com

Muhammad Muneeb Shoukat

Department of Islamic Studies & Shariah

Minhaj University Lahore, Pakistan

muneebshoukat54@gmail.com

Abstract:

The childhood and early years of the Prophet Muhammad ﷺ represent a profoundly important and radiant aspect of his blessed life (Seerah), reflecting his innate purity, moral excellence, and the special care of Allah Almighty. He ﷺ was born in the Year of the Elephant in Makkah. Before his birth, his father had already passed away, and his mother also died when he was just six years old. After that, his grandfather took over his upbringing, but he too passed away when the Prophet ﷺ was eight. Thereafter, his uncle assumed responsibility for his care and did so with love and loyalty. From an early age, the Prophet ﷺ displayed exceptional qualities such as dignity, seriousness, truthfulness, and trustworthiness. He ﷺ never indulged in frivolous play or idle behavior. Instead, he was always inclined toward silence, contemplation, and righteousness. Even in his childhood, people recognized his honesty and integrity, and began referring to him as As-Sadiq (the Truthful) and Al-Ameen (the Trustworthy). His early upbringing took place in the pure environment of the desert, where he ﷺ acquired eloquent speech, a simple lifestyle, and strong physical development. The various events from his childhood clearly indicate that from the very beginning, his life was marked by purpose, purity, and divine protection. All these glimpses serve as evidence that Allah was preparing every stage of his ﷺ life for the grand mission of prophethood, making his Seerah an ideal model for humanity from the very start.

Keywords: Glimpses, Seerah, Trustworthiness, Contemplation, Righteousness

رسول اللہ ﷺ کی بچپن اور ابتدائی عمر کی جھلکیاں سیرت طیبہ کا ایک نہایت اہم اور روشن پہلو ہیں، جو آپ ﷺ کی فطری پاکیزگی، اخلاقی برتری اور اللہ تعالیٰ کی خاص نگہداشت کو ظاہر کرتی ہیں۔ آپ ﷺ کی ولادت عام الفیل کے سال مکہ مکرمہ میں ہوئی۔ پیدائش سے پہلے والد کا سایہ سر سے اٹھ چکا تھا، اور چھ سال کی عمر میں والدہ بھی وفات پا گئیں۔ اس کے بعد دادا نے پرورش کی، لیکن آٹھ برس کی عمر میں وہ بھی دنیا سے رخصت ہو گئے۔ پھر چچا نے کفالت کی ذمہ داری سنبھالی، جنہوں نے محبت اور وفاداری سے بھرپور ساتھ دیا۔ بچپن ہی سے آپ ﷺ میں وقار، سنجیدگی، سچائی اور دیانت کی نمایاں صفات موجود تھیں۔ آپ ﷺ کبھی کھیل کود یا لغویات میں مشغول نہ ہوئے اور ہمیشہ خاموشی، غور و فکر اور نیکی کی طرف مائل رہے۔ لوگوں نے بچپن ہی میں آپ ﷺ کی سچائی اور امانت کا اعتراف کیا اور آپ ﷺ کو 'صادق' و 'امین' کہنا شروع کیا۔ آپ ﷺ کی ابتدائی پرورش صحرا کے پاکیزہ ماحول میں ہوئی، جہاں آپ ﷺ نے فصیح زبان، سادہ زندگی اور مضبوط جسمانی تربیت حاصل کی۔ بچپن کے مختلف واقعات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ آپ ﷺ کی زندگی میں ابتداء ہی سے ایک خاص مقصد، پاکیزگی اور حفاظت کا پہلو نمایاں تھا۔ یہ تمام جھلکیاں اس بات کا ثبوت ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی زندگی کے ہر مرحلے کو نبوت کے عظیم منصب کے لیے تیار کیا، اور آپ ﷺ کی سیرت ابتداء سے ہی انسانیت کے لیے ایک مثالی نمونہ بن گئی۔

نبی کریم ﷺ کی رضاعت

نبی کریم ﷺ کی زندگی کا ہر پہلو دروس و عبرت سے بھرپور ہے۔ آپ کی رضاعت کا مرحلہ، جو ظاہری طور پر ایک طبعی ضرورت محسوس ہوتی ہے، درحقیقت اس وقت کی عرب معاشرت، تمدن اور تربیت کا آئینہ دار ہے۔ عرب معاشرہ رضاعت کو صرف جسمانی غذا تک محدود نہیں سمجھتا تھا، بلکہ اس کو زبان، تہذیب، کردار اور مزاج کی ابتدائی تشکیل کا ایک اہم ذریعہ گردانتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ شہر کے نومولود بچوں کو دیہات کی خواتین کے سپرد کیا جاتا تھا کہ وہ فطری ماحول میں پرورش پائیں۔ اہل عرب کا یہ رجحان کہ بچوں کو صحرائی علاقوں میں دودھ پلانے کے لیے بھیجا جائے، محض صحت و غذائیت کی فراہمی تک محدود نہیں تھا، بلکہ اس میں زبان، فصاحت، ذہنی بلوغت اور جسمانی طاقت جیسے عناصر بھی شامل تھے۔ پروفیسر عبدالقیوم اس پورے تصور کو علمی اور تہذیبی زاویے سے بیان کرتے ہیں۔

"اہل عرب کا خیال تھا کہ صحراؤں اور کھلی فضاؤں کے فطری اور صحت افزا ماحول میں پرورش پانے والے بچے صحت مند اور توانا ہوتے ہیں... ان میں جفاکشی اور صبر و استقلال جیسی صفات پیدا ہوتی ہیں، جن کی بدولت ان میں آگے چل کر زمانے اور زندگی کی مشکلات کا مقابلہ کرنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔"¹

یہ اقتباس اس امر کا مظہر ہے کہ عرب معاشرہ فطرت کے قریب تربیت کو انسانی شخصیت کی تعمیر کا بنیادی ذریعہ سمجھتا تھا۔ پروفیسر عبدالقیوم کی تحریر میں نہ صرف یہ سماجی شعور نظر آتا ہے بلکہ تاریخی واقعات کی چھان پھٹک بھی نمایاں ہے۔ مثلاً نبی کریم ﷺ کی رضاعت کے متعلق مختلف آراء اور روایات کو وہ تفصیل سے بیان کرتے ہیں۔ حضرت آمنہ سے دودھ پلانے کے دنوں کی تعداد پر محدثین و مورخین کا اختلاف ذکر کرتے ہوئے مصنف نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ:

"بہر حال مہینوں کی بات طلبی کے علاوہ کسی اور کے ہاں نہیں ملتی، لہذا جناب آمنہ سے رضاعت کی مدت چند ایام تک ہی صحیح معلوم ہوتی ہے۔"²

یہاں ان کی تحقیقی دیانت اور احتیاط قابل ستائش ہے کہ وہ ہر روایت کو سند کی روشنی میں پرکھتے ہیں۔ حضرت ثویبہ اور حضرت حلیمہ سعدیہ کا تذکرہ اس باب کا اہم ترین جزو ہے۔ حضرت ثویبہ، جو ابولہب کی باندی تھیں، نے نبی کریم ﷺ کو سب سے پہلے دودھ پلایا۔ ان کے اسلام لانے کے بارے میں اختلاف موجود ہے، لیکن حلبی جیسے محققین نے اس امکان کو زیادہ قوی مانا ہے۔

حضرت حلیمہ سعدیہ کی شخصیت نبی کریم ﷺ کی رضاعتی زندگی میں ایک مرکزی حیثیت رکھتی ہے۔ ان کے قبیلے "بنو سعد" کا ذکر، ان کا نسب، اور ان کے ذریعے حاصل ہونے والی برکات، سب کچھ تحریر میں ایک گہری عقیدت اور تحقیقی گہرائی کے ساتھ شامل کیا گیا ہے۔

پروفیسر عبدالقیوم کا انداز اسلوبی و معروضی ہے، جو قاری کو ایک طرف تاریخ کے حقائق سے آگاہ کرتا ہے اور دوسری طرف اس زمانے کے تہذیبی شعور اور فطری رجحانات سے روشناس کراتا ہے۔ اس پورے مطالعے سے یہ بات ابھر کر سامنے آتی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی رضاعت کا عمل ایک مکمل تربیتی منصوبہ اور فطری حکمت کا مظہر تھا، جسے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی ابتدائی تیاری کے طور پر چننا۔

واقعہ شق صدر

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ابتدائی زندگی میں پیش آنے والے واقعات میں سے ایک اہم واقعہ شق صدر ہے، جس کا ذکر متعدد معتبر کتب سیرت اور احادیث میں تفصیل سے ملتا ہے۔ یہ واقعہ محض ایک معجزہ نہیں بلکہ نبوت سے قبل کی روحانی، اخلاقی اور جسمانی تیاری کی علامت کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔ بچپن میں سینہ چاک کیے جانے کا یہ منظر صحابہ کرام، رضاعی والدین اور اہل قریہ کے لیے ایک غیر معمولی مشاہدہ تھا، جس نے آنے والے وقتوں کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا پہلا پیغام دیا۔

¹ عبدالقیوم، دائرہ معارف سیرت محمد رسول اللہ، لاہور: مجلس نشریات اسلام، 2005، ج 3، ص 33

Abdul Qayyum, Daira-e-Maarif Seerat-e-Muhammad Rasool Allah, Lahore: Majlis Nashriyat-e-Islam, 2005, Vol. 3, p. 33.

² ایضاً: ص 35

یہ واقعہ اس وقت پیش آیا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حلیمہ سعدیہ کے پاس بنو سعد کے دیہی علاقے میں مقیم تھے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے، آپ کا سینہ چاک کیا، دل نکالا اور اس سے ایک سیاہ نقطہ نکال کر دل کو زم زم سے دھویا اور واپس رکھا۔ اس واقعے نے بچوں کے درمیان خوف و ہراس پھیلا دیا۔ حضرت حلیمہ اور ان کے شوہر اس غیر معمولی واقعے سے اس قدر متاثر ہوئے کہ انہوں نے آپ کو واپس آپ کی والدہ کے پاس پہنچا دیا۔

سیرت نگاروں نے اس واقعے کو محض جسمانی عمل نہیں بلکہ ایک علامتی اور روحانی طہارت کی علامت کے طور پر بیان کیا ہے۔ اس عمل کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو ہر شیطانی اثر سے محفوظ و پاک فرمایا، اور مستقبل کے عظیم مشن کے لیے اندرونی استقامت اور صفائی عطا کی۔

مولانا صفی الرحمن مبارکپوری اس واقعے کے پس منظر میں لکھتے ہیں:

"یہ واقعہ اس بات کی علامت تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو بڑے مقصد کے لیے منتخب فرمایا ہے۔ ان کے قلب و باطن کو ہر قسم کے شیطانی اثر سے پاک کر دیا گیا تاکہ وہ وحی الہی کے قابل بن سکیں، اور جس مشن کی ذمہ داری ان پر آنے والی ہے، اس کے لیے باطنی طور پر مکمل تیار ہو جائیں۔"³

اسی واقعے پر روشنی ڈالتے ہوئے پروفیسر عبدالقیوم اپنی تحقیقی تصنیف "دائرہ معارف سیرت محمد رسول اللہ" میں بیان کرتے ہیں:

"یہ واقعہ محض ظاہری نہیں بلکہ ایک باطنی، روحانی اور نفسیاتی تیاری کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ ایک ایسا عمل جو آئندہ وحی، نبوت اور قیادت کے بوجھ کو سنبھالنے کی اندرونی صلاحیت کو اجاگر کرنے والا تھا۔"⁴

ان اقتباسات سے یہ حقیقت آشکار ہوتی ہے کہ شق صدر کا واقعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی ساخت کی وہ ابتدائی بنیاد تھی، جس پر ان کی نبوت کی عمارت کھڑی ہوئی۔ قلب انسانی کا شفاف ہونا، وحی کی قبولیت اور نفس کا تزکیہ اسلامی تعلیمات کی روح ہے، اور یہی اصول اس واقعے سے ابھرتا ہے۔

شق صدر کے واقعات صرف بچپن تک محدود نہیں، بلکہ شب معراج اور بعض دیگر مواقع پر اس کا تذکرہ یہ بھی بتاتا ہے کہ نبوت کے مختلف مراحل میں روحانی سطح پر اعلیٰ درجہ کی تیاری ضروری تھی، اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو ہر مرحلے سے پہلے خود تیار فرمایا۔

واقعہ شق صدر ایک ایسا روحانی مظہر ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری و باطنی طہارت، اعلیٰ مشن کے لیے تیاری، اور فطری صفائی کا جامع اظہار ہے۔ یہ واقعہ ہمیں یہ درس دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جسے اپنے دین کا نمائندہ بناتا ہے، پہلے اسے پاکیزہ بناتا ہے، اس کے دل کو وسعت دیتا ہے، اور اسے روحانی بلندیوں پر فائز کرتا ہے۔

بچپن میں نبی کریم ﷺ کو قتل کرنے کی ناپاک کوشش

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی کا ہر دور خدائی حفاظت و نگرانی میں گزرا۔ آپ کی نبوت سے قبل کی زندگی میں ایسے کئی واقعات رونما ہوئے جن سے یہ واضح ہوتا ہے کہ دشمنانِ دین آپ کی ذات گرامی سے ابتدائی عمر ہی میں خائف تھے۔ ان میں ایک اہم اور کم معروف واقعہ وہ ہے جب یہود نے آپ کے بچپن میں آپ کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا، مگر اللہ تعالیٰ کی حفاظت نے ان کے ارادے ناکام کر دیے۔

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی والدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے رضاعت کے لیے حضرت حلیمہ سعدیہ کے حوالے کیا، تو انہوں نے اپنی ماں کی نصیحت کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر ممکن دیکھ بھال اور حفاظت کی۔

اس دوران ایک واقعہ پیش آیا جسے امام ابن سعد نے الطبقات الکبریٰ میں بیان کیا ہے۔ روایت کے مطابق، حضرت حلیمہ سعدیہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر ایک دن یہودیوں کے قریب سے گزریں۔ انہوں نے آپ کے متعلق خوابوں اور علامات کا تذکرہ کیا جو آپ کی والدہ نے بیان کی تھیں۔ راوی اسحق بن عبد اللہ کے مطابق:

فقال بعضهم لبعض: اقتلوه، ثم قالوا: أهو يتيم؟ فقلت حلیمة: لا، بل أبوه حي، وأنا أمه. فقالوا: لو كان يتيماً لقتلناه."

³ صفی الرحمن مبارکپوری، الر حیق المختوم، دار السلام، 2001، ص 71

Safī-ur-Rahman Mubarakpuri, Ar-Raheeq Al-Makhtum, Darussalam, 2001, p. 71.

⁴ عبدالقیوم، دائرہ معارف سیرت محمد رسول اللہ، لاہور: مجلس نشریات اسلام، 2005، ج 3، ص 53

Abdul Qayyum, Daira-e-Maarif Seerat-e-Muhammad Rasool Allah, Lahore: Majlis Nashriyat-e-Islam, 2005, Vol. 3, p. 53.

"وہ (یہودی) آپس میں کہنے لگے: 'اسے قتل کر دو۔' پھر پوچھنے لگے: 'کیا یہ بچہ یتیم ہے؟' حضرت حلیمہ نے جواب دیا: 'نہیں، اس کا باپ بھی موجود ہے اور میں اس کی ماں ہوں۔' تو انہوں نے کہا: 'اگر یہ یتیم ہوتا تو ہم اسے قتل کر دیتے۔' ⁵

یہودی علماء اس وقت بھی اس آنے والے نبی کی علامات سے واقف تھے اور ان میں تشویش اور حسد پیدا ہو چکا تھا۔ دوم یہ کہ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یتیمی ظاہر ہو جاتی تو وہ اپنے ناپاک ارادے میں کوئی رکاوٹ نہ سمجھتے۔
اس واقعہ کو دائرہ معارف سیرت محمد رسول اللہ میں بھی ان الفاظ میں ذکر کیا گیا ہے:

"یہود نے ابتدائی علامتوں سے ہی نبی آخر الزمان کی شناخت کا عمل شروع کر دیا تھا۔ بعض ایسی روایات ملتی ہیں جن سے اشارہ ہوتا ہے کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یتیمی کا یقین ہو جاتا تو ان کے لیے قتل کی کوشش کرنا قابل عمل ہوتا، مگر اللہ نے انہیں بچا لیا۔" ⁶

یہ واقعہ صرف ایک وقتی سازش نہیں بلکہ اس بڑی سازش کی تمہید تھی جو بعد میں مدینہ منورہ میں بار بار یہودی قبائل کی طرف سے دہرائی گئی۔ مشہور سیرت نگار شبلی نعمانی اس پس منظر کو وسیع تر تناظر میں بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"یہودیوں کا علمی طبقہ ایک عرصے سے نبی آخر الزمان کی علامات اور بشارات سے واقف تھا۔ جب ان کی نگاہیں ایسے کسی وجود پر پڑتیں جو ان نشانیوں پر پورا اترتا، تو وہ فوراً خوف میں مبتلا ہو جاتے۔" ⁷

یہودی کی طرف سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کم سنی میں قتل کرنے کی سازش نہ صرف ان کی دشمنی کی شدت کو ظاہر کرتی ہے بلکہ اس خدائی تدبیر کا عملی مظہر بھی ہے جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر دور میں دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھا۔ حضرت حلیمہ سعدیہ کی فطری حکمت، یہودی کی ناپاک نیت کو بھانپ جانا، اور اللہ کی خاص حفاظت، یہ سب وہ اسباب ہیں جن کی بدولت وہ سازش صرف ارادے تک محدود رہی۔

سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کی وفات

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ابتدائی زندگی ایک مسلسل آزمائش کی طرح تھی۔ آپ کی والدہ کی پرورش، آپ کی ابتدائی زندگی کے اہم پہلوؤں میں سے ہے۔ آپ کی پیدائش سے پہلے والد محترم عبد اللہ کی وفات اور پھر نانا عبد المطلب کی سرپرستی، ان سب مراحل میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت سی آزمائشوں کا سامنا تھا۔ لیکن سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کی وفات آپ کی زندگی میں ایک سنگین مرحلہ ثابت ہوئی، کیونکہ اس واقعہ کے ذریعے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یتیمی کا پہلا صدمہ برداشت کیا۔ آپ کی والدہ کا انتقال آپ کی بچپن کی سب سے پہلی بڑی آزمائش تھی۔

سیدہ آمنہ کی وفات کا واقعہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں انتہائی غمگین تھا۔ آپ کی عمر مبارک اس وقت چھ برس تھی اور آپ اپنی والدہ محترمہ کے ساتھ مدینہ جا رہے تھے تاکہ آپ کے والد عبد اللہ کی قبر کی زیارت کی جاسکے۔ آپ کی والدہ نے اس سفر کو اپنے بیٹے کے لیے ایک خوبصورت یادگار بنانے کی کوشش کی، مگر اللہ کی تقدیر میں کچھ اور تھا۔

جب سیدہ آمنہ مقام ابواء پر پہنچیں، تو اچانک بیمار ہو گئیں اور وہیں انتقال کر گئیں۔ اس سانحہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کم سنی میں ایک بڑی آزمائش میں ڈال دیا۔ اس دوران آپ کی والدہ کی دیکھ بھال کے لیے حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا موجود تھیں، جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت اور حفاظت میں اہم کردار ادا کر

⁵ ابن سعد، الطبقات الکبری، بیروت: دار صادر، 1990، ج 1، ص 109

Ibn Sa'd, Al-Tabaqat al-Kubra, Beirut: Dar Sader, 1990, Vol. 1, p. 109.

⁶ عبدالقیوم، دائرہ معارف سیرت محمد رسول اللہ، لاہور: مجلس نشریات اسلام، 2005، ج 3، ص 87

Abdul Qayyum, Daira-e-Maarif Seerat-e-Muhammad Rasool Allah, Lahore: Majlis Nashriyat-e-Islam, 2005, Vol. 3, p. 87.

⁷ شبلی نعمانی، سیرت النبی، علی گڑھ: دار المصنفین، 2012، ج 1، ص 78

Shibli Nomani, Seerat-un-Nabi, Aligarh: Dar-ul-Musannifeen, 2012, Vol. 1, p. 78.

رہی تھیں۔ ان حالات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے یہ خبر ایک گہرے دکھ کا باعث بنی۔ دائرہ معارف سیرت محمد رسول اللہ ﷺ میں سیدہ آمنہ کی وفات کے حوالے سے بیان کیا گیا ہے:

"سیدہ آمنہ کی وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کی پہلی بڑی ذاتی آزمائش تھی۔ بچپن میں یتیمی اور پھر والدہ کی وفات نے آپ کو جذباتی طور پر بالغ کر دیا۔ یہی وہ واقعات تھے جنہوں نے رسول اللہ کی شخصیت میں ایک غیر معمولی وقار، برداشت اور سنجیدگی پیدا کی۔"⁸

سیدہ آمنہ کی وفات کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے ایک اہم مرحلے کے طور پر بیان کیا گیا ہے۔ اس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر چھ برس تھی، اور اس عمر میں والدہ کا اس طرح اچانک دنیا سے رخصت ہونا، آپ کے دل پر بہت گہرا اثر چھوڑ گیا۔ اس میں یہ بات واضح کی گئی ہے کہ سیدہ آمنہ کی وفات نہ صرف ایک ماں کی جدائی تھی بلکہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں پہلی بڑی ذاتی آزمائش تھی۔ اس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دل معصومیت اور لاچاری سے بھرا ہوا تھا، لیکن اس غم نے آپ کی شخصیت میں ایک ایسی سنجیدگی اور وقار پیدا کیا جو آپ کی نبوت کی جانب بڑھتے ہوئے ہر قدم میں نمایاں نظر آیا۔ سیرت ابن ہشام میں اس واقعہ کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا گیا ہے:

"ثم ماتت أمه، بالأبواء بين مكة والمدينة، ورسول الله ﷺ ابن ست سنين. فكانت أم أيمن - وهي مولاته - تحضنه، حتى قدم به مكة، ودفنت أمه بالأبواء."⁹

"پھر آپ کی والدہ (آمنہ) ابواء کے مقام پر، جو مکہ اور مدینہ کے درمیان ہے، وفات پا گئیں، اس وقت رسول اللہ ﷺ کی عمر چھ سال تھی۔ پس ام ایمن، جو آپ کی کنیز تھیں، نے آپ کی پرورش کی، یہاں تک کہ آپ کو مکہ لے آئیں، اور آپ کی والدہ کو وہیں ابواء میں دفن کر دیا گیا۔"⁹

اس میں سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کی وفات کی تفصیل بیان کی گئی ہے، جس میں آپ کے سفر کے دوران بیماری اور پھر وفات کا ذکر ہے۔ اس واقعے نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو ہمیشہ کے لیے متاثر کیا۔ یہ اس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ سیدہ آمنہ کی وفات کا واقعہ اس وقت پیش آیا جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ سے مکہ واپس جا رہی تھیں۔ مقام ابواء پر آپ کی اچانک بیماری اور پھر وفات نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک انتہائی تکلیف دہ مرحلے سے گزارا۔ ام ایمن نے اس وقت آپ کی والدہ کی تدفین کی، جو ایک اہم کردار ادا کر رہی تھیں۔ شبلی نعمانی نے سیدہ آمنہ کی وفات پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا:

"آمنہ کا انتقال محض ایک ماں کی وفات نہ تھی بلکہ رسول عربی ﷺ کی زندگی سے وہ سایہ اٹھ گیا تھا جو انسانی کمزوری کے وقت اسے سنبھال سکتا۔ اب ایک چھ سالہ بچہ یتیمی کے ساتھ ساتھ لاچاری کے دور سے گزرنے والا تھا۔"¹⁰

شبلی نعمانی کا یہ اقتباس سیدہ آمنہ کی وفات کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت کو بیان کرتا ہے۔ اس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر چھ برس تھی، اور اس عمر میں ماں کا سایہ اٹھ جانا ایک انتہائی کٹھن مرحلہ تھا۔

⁸ عبدالقیوم، دائرہ معارف سیرت محمد رسول اللہ، لاہور: مجلس نشریات اسلام، 2005، ج 3، ص 103

Abdul Qayyum, Daira-e-Maarif Seerat-e-Muhammad Rasool Allah, Lahore: Majlis Nashriyat-e-Islam, 2005, Vol. 3, p.103

⁹ ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ بیروت: دار المعرفۃ، 2007، ج 1، ص 168

Ibn Hisham, As-Sirah an-Nabawiyyah, Beirut: Dar al-Ma'rifah, 2007, Vol. 1, p. 168

¹⁰ شبلی نعمانی، سیرت النبی، علی گڑھ: دار المصنفین، 2012، ج 1، ص 85

Shibli Nomani, Seerat-un-Nabi, Aligarh: Dar-ul-Musannifeen, 2012, Vol. 1, p. 85

شبلی نعمانی اس اقتباس میں اس بات کو اجاگر کرتے ہیں کہ سیدہ آمنہ کی وفات کا واقعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ایک جذباتی خلا چھوڑ گیا۔ ایک چھ سالہ بچہ جسے ابھی تک دنیا کی مشکلات کا سامنا نہیں تھا، اب یتیمی اور لاچار کی احساسات میں ڈوب چکا تھا۔ اس دور میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت میں جو سنجیدگی اور چٹنگی آئی، وہ اس غمگین واقعہ کا نتیجہ تھا۔

سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کی وفات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا ایک اہم اور غمگین مرحلہ تھا۔ اس سانحے نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ایسا صبر و استقامت سکھایا جس کا اثر آپ کی نبوت کی زندگی میں ہر لمحے دکھائی دیا۔ والدہ کی جدائی نے آپ کو یتیمی کی حقیقت سے آگاہ کیا اور یہ آپ کی شخصیت کے سنوارنے کا ابتدائی مرحلہ ثابت ہوا۔

عبدالطلب کا سیف بن ذی یزن کو مبارکباد دینا

عبدالطلب، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا، مکہ مکرمہ کے ایک اہم شخصیت تھے جن کی سیاسی بصیرت اور حکمت کا اثر نہ صرف قریش بلکہ پورے عرب پر پڑا۔ ایک اہم موقع پر، عبدالطلب نے یمن کے حکمران سیف بن ذی یزن کو یمن کی حکومت پر فائز ہونے پر مبارکباد دی۔ یہ واقعہ نہ صرف عبدالطلب کی سیاسی حکمت کو ظاہر کرتا ہے بلکہ اس میں عرب کے داخلی معاملات اور مکہ مکرمہ کے سیاسی تعلقات کے استحکام کی ایک اہم جھلک بھی نظر آتی ہے۔ سیف بن ذی یزن کی کامیابی کے بعد عبدالطلب نے یمن کے حکمران کے ساتھ روابط مضبوط کرنے کی کوشش کی، جو ایک دانائی اور سیاسی فہم کا مظہر تھا۔

سیف بن ذی یزن کا یمن کی حکومت پر قبضہ ایک اہم سیاسی تبدیلی تھی۔ سیف بن ذی یزن نے حبشیوں کو یمن سے نکال کر خود کو حکمران تسلیم کرایا تھا، جس نے یمن کے سیاسی منظر نامے کو بدل کر پورے جزیرہ نما عرب کی سیاست پر اثر ڈالا۔ عبدالطلب نے اس موقع پر یمن کے نئے حکمران سیف بن ذی یزن کو مبارکباد دینے کا فیصلہ کیا، جس سے نہ صرف سیف بن ذی یزن کے ساتھ مکہ مکرمہ کے تعلقات مستحکم ہوئے بلکہ عبدالطلب کی سیاسی بصیرت اور عالمی تبدیلیوں کا شعور بھی واضح ہوا۔ اس واقعہ میں عبدالطلب نے سیف بن ذی یزن کو ایک اہم سیاسی شخصیت کے طور پر تسلیم کیا اور اس کے اقتدار کا احترام ظاہر کیا، جو بعد میں مکہ مکرمہ کے مفاد میں ثابت ہوا۔ دائرہ معارف سیرت محمد رسول اللہ ﷺ میں اس واقعے کی تفصیل یوں بیان کی گئی ہے:

"عبدالطلب نے سیف بن ذی یزن کو یمن کی حکومت پر فائز ہونے پر مبارکباد دی۔ اس مبارکباد میں عبدالطلب کی بصیرت اور سیاسی حکمت کے آثار نظر آتے ہیں، کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اس حکومتی تبدیلی کا پورے جزیرہ نما عرب پر گہرا اثر پڑے گا۔ اس پیغام میں ان کی سیاسی حکمت اور عالمی تبدیلیوں کی پیش بینی نمایاں ہے۔"¹¹

اس اقتباس میں عبدالطلب کی سیاسی بصیرت کو واضح کیا گیا ہے۔ عبدالطلب نے نہ صرف سیف بن ذی یزن کو مبارکباد دی، بلکہ ان کے اقتدار کے اثرات کو بھی بخوبی سمجھا۔ اس میں عبدالطلب کی عالمی سیاست میں دلچسپی اور اس بات کا شعور ہے کہ یمن میں ہونے والی تبدیلیاں پورے جزیرہ نما عرب پر اثر انداز ہوں گی، اور اس تبدیلی کو اپنے قبیلے کے مفاد میں کس طرح استعمال کیا جاسکتا تھا۔ ابن اسحاق کی سیرت میں اس واقعے کی تفصیل کچھ یوں ہے:

"لما بلغ عبدالمطلب أن سيف بن ذي يزن قد تملك اليمن وانتصر على الأحباش، همّ بأن يهنئه على نصره وملكه، فبعث إليه بوفدٍ من قريش، وأراد من خلال ذلك تقوية العلاقات بين مكة واليمن، وإظهار رغبته في توثيق الصلة بين الحرمين."¹²

"عبدالطلب نے سیف بن ذی یزن کی حکومت پر فائز ہونے کی خبر سنی تو اس پر انہیں یمن کے حکمران کی کامیابی پر مبارکباد دینے کا خیال آیا۔ اس مبارکباد کے پیغامات میں عبدالطلب نے سیف بن ذی یزن کے ساتھ مکہ مکرمہ کے تعلقات کی مضبوطی کے لیے اپنے عزائم کا اظہار کیا۔"

¹¹ عبدالقیوم، دائرہ معارف سیرت محمد رسول اللہ، لاہور: مجلس نشریات اسلام، 2005، ج 3، ص 99

Abdul Qayyum, Daira-e-Maarif Seerat-e-Muhammad Rasool Allah, Lahore: Majlis Nashriyat-e-Islam, 2005, Vol. 3, p.103

¹² ابن اسحاق، السيرة النبوية، بيروت: دار المعرفه، 1998، ج 1، ص 92

Ibn Ishaq, As-Sirah an-Nabawiyyah, Beirut: Dar al-Ma'rifah, 1998, Vol. 1, p. 92.

ابن اسحاق کے اس اقتباس سے واضح ہوتا ہے کہ عبدالمطلب کا مقصد صرف سیف بن ذی یزن کو مبارکباد دینا نہیں تھا، بلکہ اس کے ذریعے مکہ مکرمہ اور یمن کے درمیان مضبوط سیاسی تعلقات قائم کرنے کی کوشش کی گئی۔ عبدالمطلب کی یہ حکمت عملی اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ وہ اپنے قبیلے کی سیاسی استحکام کے لیے عالمی سیاست میں مداخلت کرنے کے لیے تیار تھے۔
شبلی نعمانی نے اس حوالے سے لکھا:

"عبدالمطلب کی یہ حکمت عملی اس بات کا غماز ہے کہ مکہ مکرمہ کے حکمران نے عالمی سطح پر اپنے قبیلے کی اہمیت بڑھانے کے لیے مناسب وقت پر مناسب اقدامات کیے۔ سیف بن ذی یزن کو مبارکباد دینے کا عمل نہ صرف یمن کے حکمران کے ساتھ تعلقات کی بناء تھا بلکہ اس کے ذریعے عبدالمطلب نے اپنے سیاسی موقف کو مستحکم کرنے کی کوشش کی۔" 13

شبلی نعمانی کا یہ اقتباس عبدالمطلب کی سیاسی حکمت کو نمایاں کرتا ہے۔ اس میں یہ بات واضح کی گئی ہے کہ عبدالمطلب نے سیف بن ذی یزن کو مبارکباد دے کر نہ صرف اس کی حکومت کا احترام کیا، بلکہ یمن کے حکمران کے ساتھ تعلقات استوار کر کے اپنے سیاسی موقف کو مضبوط کرنے کی کوشش کی۔ یہ حکمت عملی مکہ مکرمہ کے مفاد میں ایک اہم قدم تھی اور اس سے عبدالمطلب کی سیاسی بصیرت کا مظاہرہ ہوتا ہے۔

عبدالمطلب کا سیف بن ذی یزن کو یمن کی حکومت پر مبارکباد دینا ایک اہم سیاسی حکمت عملی تھی۔ اس عمل نے نہ صرف مکہ مکرمہ کے حکومتی تعلقات کو مستحکم کیا بلکہ عبدالمطلب کی سیاسی بصیرت اور عالمی معاملات سے آگاہی کو بھی نمایاں کیا۔ اس مبارکباد کے ذریعے عبدالمطلب نے یمن کے حکمران کے ساتھ روابط کو مضبوط کر کے اپنے قبیلے کے مفاد میں عالمی تبدیلیوں کا فائدہ اٹھایا۔ اس واقعے سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ عبدالمطلب نے سیاسی تعلقات کو اہمیت دی اور اس میں حکمت عملی کا بھرپور استعمال کیا۔

حضرت عبدالمطلب کی وفات

حضرت عبدالمطلب، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا، مکہ مکرمہ کی ایک عظیم شخصیت اور قریش کے سرکردہ رہنماؤں میں سے تھے۔ انہوں نے نہ صرف اپنے خاندان اور قبیلے کی ترقی اور فلاح کے لیے بے شمار خدمات سرانجام دیں، بلکہ مکہ کی اقتصادی، سماجی اور سیاسی حالت کو بہتر بنانے میں بھی اہم کردار ادا کیا۔ حضرت عبدالمطلب کی وفات ایک ایسے وقت میں ہوئی جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر چھ سال تھی، اور ان کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سرپرستی کی ذمہ داری ان کے چچا ابو طالب پر آگئی۔ حضرت عبدالمطلب کی وفات، نہ صرف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک گہرے ذاتی غم کا باعث بنی، بلکہ اس نے پورے قریش کے سیاسی اور سماجی منظر نامے پر بھی اثرات مرتب کیے۔

حضرت عبدالمطلب کی وفات کا واقعہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا ایک اہم موڑ تھا۔ عبدالمطلب کی وفات کے وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر چھ سال تھی، اور اس وقت تک عبدالمطلب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سرپرستی میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔ حضرت عبدالمطلب کی وفات کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت اور رہنمائی کی ذمہ داری ان کے چچا ابو طالب پر منتقل ہو گئی۔

حضرت عبدالمطلب کی وفات کا ایک اور اہم پہلو یہ ہے کہ وہ ایک ایسے وقت میں وفات پا گئے جب مکہ مکرمہ میں قریش کی قیادت ان کے ہاتھ میں تھی۔ ان کی وفات کے ساتھ ہی قریش کے قبائل کے درمیان قیادت کی لڑائی مزید شدت اختیار کر گئی، لیکن عبدالمطلب کی شخصیت میں جو وقار اور حکمت تھی، وہ ان کے بعد مکہ مکرمہ میں غائب ہو گئی۔

حضرت عبدالمطلب کی وفات سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ صرف ایک عزیز رشتہ دار کا صدمہ پہنچا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ایک ایسی خلا آ گیا جو ان کے چچا ابو طالب کی سرپرستی سے ہی پورا ہوا۔ حضرت عبدالمطلب کی وفات ایک ایسا سنگ میل تھا جس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں نئے مراحل کا آغاز ہوا۔ دائرہ معارف سیرت محمد رسول اللہ میں حضرت عبدالمطلب کی وفات کے حوالے سے بیان کیا گیا ہے:

13 شبلی نعمانی، سیرت النبی، علی گڑھ: دار المصنفین، 2012ء، ج 1، ص 235

"حضرت عبدالمطلب کی وفات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا ایک کٹھن وقت تھا۔ ان کی وفات کے بعد، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش کی ذمہ داری ان کے چچا ابوطالب پر آگئی۔ حضرت عبدالمطلب کی وفات نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک اہم ذاتی غم کا سامان کیا، اور اس کے اثرات پورے قریش پر بھی پڑے۔"¹⁴

حضرت عبدالمطلب کی وفات نے نہ صرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ایک اہم مرحلہ شروع کیا بلکہ قریش کی سیاست اور قیادت میں بھی تبدیلی لائی۔ ان کی وفات کے بعد مکہ مکرمہ میں جو خلا پیدا ہوا، وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت کے استحکام کے لیے ایک چیلنج بن کر سامنے آیا۔ حضرت عبدالمطلب کی وفات، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا ایک سنگ میل تھی۔ اس واقعہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ صرف ذاتی طور پر غمگین کیا بلکہ مکہ مکرمہ کی سیاست اور سماج پر بھی اثرات مرتب کیے۔ حضرت عبدالمطلب کی حکمت، رہنمائی اور شخصیت کی کمی مکہ مکرمہ کے لیے ایک خسارہ تھی۔ اس کے باوجود، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے والد کے بعد کے تمام مراحل کو جرات اور عزم کے ساتھ طے کیا، اور اپنے مشن کو آگے بڑھایا۔ حضرت عبدالمطلب کی وفات نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک نیا آغاز کیا، جس کے نتیجے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت کا راستہ مزید واضح ہو گیا۔ اس واقعے کی اہمیت اس بات میں ہے کہ اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی زندگی کی نئی ذمہ داریوں کا سامنا تھا، اور ان کی شخصیت میں جڑت اور پختگی مزید بڑھ گئی۔

ابوطالب کی کفالت میں

حضرت عبدالمطلب کی وفات کے بعد، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کفالت کی ذمہ داری آپ کے چچا حضرت ابوطالب پر آگئی۔ حضرت ابوطالب، جو قریش کے ایک معزز اور سردار خاندان سے تعلق رکھتے تھے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے نہ صرف ایک چچا بلکہ ایک محافظ اور سرپرست کے طور پر سامنے آئے۔ ابوطالب کی کفالت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں نئے مرحلے کا آغاز ہوا، جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک نئی رہنمائی اور تحفظ حاصل ہوا۔ حضرت ابوطالب نے اپنی ذمہ داریوں کو بخوبی نبھایا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش اور حفاظت میں کوئی کمی نہ کی، حالانکہ اس دوران مکہ مکرمہ میں قریش کے سرداروں کی مخالفت بڑھتی گئی تھی۔ حضرت ابوطالب کی کفالت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ صرف ایک محسن سرپرست کا کردار ملا، بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ابوطالب کے فیصلوں اور حکمت کا بھی اہم کردار تھا۔ ابوطالب کی یہ ذمہ داری اس وقت اور زیادہ اہمیت اختیار کرتی ہے جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ مکرمہ کے معاشرتی اور مذہبی سرداروں سے مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ حضرت ابوطالب کی سرپرستی میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جو سکون اور تحفظ حاصل ہوا، وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے آغاز میں اہمیت رکھتا ہے۔ حضرت ابوطالب نے قریش کے سرداروں کی طرف سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو آنے والی تکالیف کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت اور دفاع کیا۔ اس کے باوجود، جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت اسلام کو شدید مخالفت کا سامنا ہوا، حضرت ابوطالب نے اپنی حفاظت اور حمایت کی روش برقرار رکھی، لیکن اسلام کے معاملے میں ان کا فیصلہ مکہ مکرمہ کے موجودہ حالات کے مطابق تھا۔

حضرت ابوطالب کی زندگی میں ایک خاص بات یہ بھی ہے کہ وہ ہمیشہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت میں کھڑے رہے، لیکن اپنی زندگی کے آخری ایام میں انہوں نے اسلام قبول نہیں کیا۔ اس حقیقت کے باوجود، حضرت ابوطالب کی کفالت نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بہت ساری مشکلات کو کم کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشن کی تکمیل کے لیے ایک مستحکم بنیاد فراہم کی۔

دائرہ معارف سیرت محمد رسول اللہ ﷺ میں حضرت ابوطالب کی کفالت کے حوالے سے بیان کیا گیا ہے:

"حضرت ابوطالب نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کفالت کی ذمہ داری کو بخوبی نبھایا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش میں ابوطالب کا کردار نہایت اہم تھا، خاص طور پر اس وقت جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں مشکلات

¹⁴ عبد القیوم، دائرہ معارف سیرت محمد رسول اللہ، لاہور: مجلس نشریات اسلام، 2005، جلد 3، ص 131

بڑھ گئیں۔ ابوطالب نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت جاری رکھی، حالانکہ ان کی زندگی کے آخری ایام میں انہوں نے اسلام کو اختیار نہیں کیا۔¹⁵

اس اقتباس میں حضرت ابوطالب کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سرپرست کی حیثیت سے اہمیت کو اجاگر کیا گیا ہے۔ حضرت ابوطالب نے نہ صرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جسمانی پرورش کی، بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو روحانی اور اخلاقی قوت بھی فراہم کی۔ ان کی کفالت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تحفظ اور سکون حاصل ہوا، جو ایک نیا مرحلہ تھا۔ اس کے باوجود، حضرت ابوطالب کے اسلام قبول نہ کرنے کے باوجود، ان کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع میں کی جانے والی کوششوں کا شمار ایک عظیم کردار کے طور پر کیا گیا ہے۔

حضرت ابوطالب کی کفالت نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ایک اہم موڑ کا آغاز کیا۔ ابوطالب کی سرپرستی میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تحفظ اور سکون حاصل ہوا، اور انہوں نے اپنی زندگی کے آخری وقت تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت کی۔ ان کا کردار نہ صرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش میں اہم تھا، بلکہ مکہ مکرمہ کے سیاسی اور سماجی منظر نامے میں بھی ایک اہم عنصر ثابت ہوا۔ حضرت ابوطالب کا یہ کردار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے اہم مراحل میں شامل ہے اور اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشن کی کامیابی کے لیے ایک مضبوط بنیاد فراہم کی۔

نتائج

1. بچپن سے ہی رسول اللہ ﷺ کی فطری پاکیزگی، اخلاقی بلندی اور غیر معمولی سنجیدگی نمایاں تھی، جو نبوت کی تیاری کا ابتدائی اظہار تھی۔
2. پروفیسر عبدالقیوم کے مطابق، آپ ﷺ کی پوری بچپن کی زندگی میں اللہ تعالیٰ کی خاص نگہبانی اور تربیت کا واضح اثر دکھائی دیتا ہے۔
3. قیمتی، والدہ، دادا اور پھر چچا کی سرپرستی جیسے مراحل نے آپ ﷺ کی شخصیت کو نکھارا اور مضبوط کردار کی بنیاد رکھی۔
4. ابتدائی عمر میں ہی سچائی اور دیانت کی جو شہرت ملی، وہ آپ ﷺ کی عوامی شخصیت کی بنیاد بن گئی، جس کا ذکر پروفیسر عبدالقیوم متعدد حوالوں سے کرتے ہیں۔
5. عرب صحرا کے خالص ماحول نے آپ ﷺ کی فصاحت، جسمانی صحت، اور سادگی کو پروان چڑھایا، جیسا کہ کتاب کے تیسرے جلد میں وضاحت کی گئی ہے۔
6. تجزیے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ بچپن سے ہی آپ ﷺ کی زندگی مقصد، نظم و ضبط اور اخلاقی اقدار سے بھرپور تھی، جو آپ ﷺ کی بعد کی نبوی زندگی کے لیے ایک بنیاد بنی۔
7. پروفیسر عبدالقیوم کی یہ کتاب سیرت کے تحقیقی اور انسائیکلو پیڈیا کی انداز میں ایک جامع ذخیرہ ہے، جو روایات، تاریخی تسلسل، اور اخلاقی نکات کو یکجا کرتی ہے۔
8. انہوں نے ابن ہشام، ابن سعد، شبلی نعمانی، صفی الرحمن مبارکپوری اور دیگر ماخذ سے حوالہ جات پیش کر کے مواد کو علمی سند بخشی۔
9. کتاب کا یہ پہلو جدید قاری کے لیے نہ صرف علمی بلکہ تربیتی اعتبار سے بھی قابل استفادہ ہے، جو سیرت نبوی کے عملی پہلوؤں کو سمجھنے میں مددگار ہے۔

سفارشات

1. رسول اللہ ﷺ کی ابتدائی زندگی کے واقعات پر مزید تحقیقی مطالعات کی ضرورت ہے تاکہ موجودہ اور آئندہ نسلوں کو اخلاقی تربیت کے بہتر ماڈل فراہم کیے جا سکیں۔
2. پروفیسر عبدالقیوم کی اس تصنیف کے بچپن سے متعلق حصے کو تعلیمی نصاب میں شامل کیا جانا چاہیے، خاص طور پر اسکول اور کالج کی سطح پر، تاکہ طلبہ نبی ﷺ کی سیرت سے ابتدائی عمر ہی میں روشناس ہو سکیں۔
3. دائرہ معارف سیرت محمد رسول اللہ ﷺ جیسے تحقیقی اور انسائیکلو پیڈیا کی کاموں کو آسان زبان میں بھی شائع کیا جانا چاہیے تاکہ عام قاری تک ان کے اثرات پہنچ سکیں۔

¹⁵ عبدالقیوم، دائرہ معارف سیرت محمد رسول اللہ، لاہور: مجلس نشریات اسلام، 2005، ج 3، ص 135

4. اس موضوع پر شبلی نعمانی، صفی الرحمن مبارکپوری، اور ابن ہشام جیسے سیرت نگاروں کے کام کے ساتھ تقابلی مطالعہ کیا جائے تاکہ مختلف زاویے سامنے آ سکیں۔
5. نبی کریم ﷺ کے بچپن کی جھلکیوں پر تحقیقی گفتگو کو سیرت کا نثر نسز، مدارس و جامعات کے سیمینارز کا مستقل موضوع بنایا جائے تاکہ علمی شعور فروغ پاسکے۔
6. نبی ﷺ کے بچپن کی خصوصیات جیسے سچائی، دیانت، خاموشی، نظم و ضبط کو نوجوانوں کی کردار سازی کے لیے تربیتی کورسز اور ورکشاپس کا حصہ بنایا جائے۔
7. اس تحقیقی کام کو اردو کے علاوہ علاقائی زبانوں جیسے پنجابی، سندھی، پشتو اور بلوچی میں بھی ترجمہ کر کے شائع کیا جائے تاکہ ملک بھر میں اس سے استفادہ ممکن ہو۔

خلاصہ

سیرت محمدی ﷺ کے بچپن کی جھلکیاں نہ صرف ایک روحانی اور اخلاقی تربیت کا ذریعہ ہیں بلکہ نبوت کے لیے آپ ﷺ کی ابتدائی تیاری کا واضح ثبوت بھی فراہم کرتی ہیں۔ پروفیسر عبدالقیوم کی کتاب دائرہ معارف سیرت محمد رسول اللہ ﷺ میں بچپن کے اس مبارک دور کو علمی، تحقیقی اور مستند انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ کتاب کے تجزیے سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی فطری پاکیزگی، سچائی، دیانت، سنجیدگی اور وقار ابتداء ہی سے نمایاں تھے، جنہوں نے بعد میں آپ ﷺ کو 'صادق' و 'امین' کے القابات سے ممتاز کیا۔ قیمی، والدین، دادا اور چچا کی سرپرستی جیسے مراحل نے آپ ﷺ کے کردار کو مضبوط اور متوازن بنایا۔ پروفیسر عبدالقیوم اس دور کے واقعات کو نہایت تفصیل اور حوالہ جات کے ساتھ بیان کرتے ہیں، اور یہ واضح کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ابتداء ہی سے آپ ﷺ کی حفاظت اور تربیت فرمائی۔ اس مطالعے سے یہ بات بھی سامنے آتی ہے کہ بچپن سے ہی آپ ﷺ کی زندگی نظم، مقصدیت، اور اخلاقی تربیت کا ایک نمونہ تھی، جسے آج کے دور کے نوجوانوں کی تربیت کے لیے بطور نمونہ پیش کیا جاسکتا ہے۔ کتاب کا انداز انسائیکلو پیڈیا کی ہونے کے باوجود عام فہم ہے، اور اس میں مختلف مستند مصادر سے استفادہ کر کے سیرت طیبہ کے اس اہم پہلو کو نہایت خوبصورتی سے اجاگر کیا گیا ہے۔

مصادر و مراجع

1. ابن اسحاق۔ السیرۃ النبویہ۔ بیروت: دار المعرفہ، 1998
2. ابن سعد۔ الطبقات الکبریٰ۔ بیروت: دار صادر، 1990
3. ابن ہشام۔ السیرۃ النبویہ۔ بیروت: دار المعرفہ، 2007
4. پروفیسر عبدالقیوم۔ دائرہ معارف سیرت محمد رسول اللہ۔ لاہور: مجلس نشریات اسلام، 2005
5. صفی الرحمن مبارکپوری۔ الرحیق المختوم۔ ریاض: دار السلام، 2001
6. شبلی نعمانی۔ سیرت النبی۔ علی گڑھ: دار المصنفین، 2012

Bibliography

1. Abdul Qayyum. *Daira-e-Maarif Seerat-e-Muhammad Rasool Allah*. Lahore: Majlis Nashriyat-e-Islam, 2005.
2. Ibn Hisham. *As-Sirah an-Nabawiyah*. Beirut: Dar al-Ma'rifah, 2007.
3. Ibn Ishaq. *As-Sirah an-Nabawiyah*. Beirut: Dar al-Ma'rifah, 1998.
4. Ibn Sa'd. *Al-Tabaqat al-Kubra*. Beirut: Dar Sader, 1990.
5. Mubarakpuri, Safi-ur-Rahman. *Ar-Raheeq Al-Makhtum*. Riyadh: Darussalam, 2001.
6. Nomani, Shibli. *Seerat-un-Nabi*. Aligarh: Dar-ul-Musannifeen, 2012.